ولاتقربوالزنیٰ

اور زنا کے قریب بھی نہ بھٹکو

نعمان نیئر کلاچوی

ولاتقربوالزنٰی

اور زنا کے قریب بھی نہ بھٹکو

نعمان نیئر کلاچوی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام مقالہ	ولا تقربوا الزنیٰ
مصنف	نعمان نیئرؔ کلاچوی
ناشر	مرشد پبلی کیشنز، کلاچی،ڈیرہ اسماعیل خان
پی ڈی ایف ایڈیشن	اگست،2025

فہرست

صفحہ	عنوانات	نمبر
5	پیش گفتار	1
8	تقدّسِ ذات کا خاتمہ	2
12	اعتماد کا خاتمہ	3
16	وفاداری کا خاتمہ	4
24	ذمہ داری کا خاتمہ	5
29	خاندان کا خاتمہ	6
34	زنا کی شرعی سزا	7
42	ہم جنس پرستی و جنسی بحران کا مسئلہ	8

پیش گفتار

اِس وقت انسانی معاشروں میں قریباً نوّے فیصد مسائل صرف اِس لئے موجود ہیں کہ مرد اور عورت کے بیچ تعلق کی بنیاد بگڑ گئی ہے۔ ایک زمانہ تھا جب مرد اور عورت کہیں چھپ چھپا کر زِنا یعنی آزاد جنسی عمل (Free Sex) سرانجام دے لیتے اور پھر زندگی کے کسی حصّے میں اِسے بُرا فعل سمجھ کر توبہ تائب ہو جاتے۔ معاملہ رفع دفع ہو جاتا، جوانی ذرا پرانی ہو جاتی تو مرد اور عورت دونوں ایک پاکیزہ ازدواجی زندگی گزارنے لگتے۔

پھر اِس کے بعد ایک دوسرا دَور آیا جس میں مرد اور عورت زِنا کو بُرا بھی نہ سمجھتے اور اِس کے بعد پھر تیسرا دَور آزادانہ جنسی ساتھ (Cohabitation) کا آیا۔ یہ دَور بھی قدرے حیادار تھا کہ کم از کم دو لوگ آزادانہ سہی لیکن مستقل طور پر تو ایک ساتھ رہ لیتے جبکہ آج تو نوبت راہ چلتے جنسی ملاپ (Hookup Culture) تک پہنچ چکی ہے۔ یعنی اب کسی وعدے وعید کی بھی کوئی حاجت نہیں رہی چنانچہ جہاں دو لوگ آپس میں نین مٹکّا لڑا کر باہم ملفوف ہو جائیں تو اِنہیں کوئی روک بھی نہیں سکتا تاوقتیکہ یہ ایک دوسرے کی جنسی بھوک رفع کر کے فارغ نہ ہو جائیں۔

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ آخر جب دو لوگ آپس میں جنسی تعلق قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو دین یا خدا کو کیا پریشانی ہو سکتی ہے؟۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے ہی نہیں کہ دین یا خدا لوگوں کو اُن کی جنسی ضروریات پوری کرنے سے روک رہا ہے بلکہ

اصل مسئلہ جس کی طرف آج خود اصحابِ ایمان کی بھی نظر نہیں جاتی، یہ ہے کہ زنا کے باعث خاندانی نظم تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

دو بالغ افراد یعنی ایک مرد اور ایک عورت دونوں یکساں طور پر نسلِ انسانی کے امین ہیں اور اِن کی بنیادی ذمہ داری صرف مثانے سے لیس دار پانی خارج کرنے سے پوری نہیں ہو جاتی بلکہ اِن دونوں نے نسلِ انسانی کو آگے بڑھانے کیلئے ایک اہم ادارے کی بنیاد رکھنی ہے اور وہ ادارہ ہے خاندان یعنی انسانی معاشرہ کی سب سے بنیادی اِکائی۔ خاندان یعنی نئے پیدا ہونے والے انسانوں کو جسمانی، شعوری اور جذباتی طور پر ایک مکمل، محفوظ اور پائیدار ادارہ فراہم کرنا جس میں وہ انسان کسی بھی قسم کی محرومی (Complex) سے محفوظ رہ کر پرورش پا سکیں۔ چنانچہ اب زِنا یعنی آزاد جنسی تعلق کو صرف ایک ہی صورت میں جائز قرار دیا جا سکتا ہے کہ جب انسان اِس ناگزیر ضرورت یعنی افزائشِ نسل کو مسترد کر دے، علاوہ ازیں کوئی صورت نہیں۔

البتہ آج تحریکِ سدّ نسل (Antinatalism) نے افزائشِ نسل کا مسئلہ بھی حل کر دیا ہے اور اب تو سنٹرل یورپ اِس ڈگر پر چل بھی نکلا۔

یہ بھلے مانس اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب تک نسلِ انسانی کی افزائش کو تقدس حاصل رہے گا خاندان کا ادارہ ختم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آزاد جنسی تعلق کی راہ میں رکاوٹیں مستقل طور ختم کی جا سکتی ہیں اِس لئے ضروری ہوا کہ بنیاد پر ہی ضرب لگا

دی جائے۔ چناچنہ جب لوگ نسلِ انسانی کے متعلق بے حس ہو جائیں گے تو مرد اور عورت کے بیچ تعلق کی حیثیت صرف جنسی و جذباتی ضرورت تک محدود ہو جائے گی۔

لادینی اور خدابیزاری (Misotheism) کا سب سے پہلا حکم آزاد جنسی تعلق ہے اور یہی معقول بھی ہے کیونکہ خدا سے فراغت کے بعد اگر انسان اپنی خواہش کو خدا نہ بنالے تو پھر فائدہ کیا ہوا لادینیت کا؟۔

فقیر

نعمان نیئر کلاچوی

6 اگست، 2025

تقدّسِ ذات کا خاتمہ

انسان کو تمام مخلوقات پر جو فضیلت حاصل ہے، وہ اس کی "تقدّسِ ذات" (Self-sanctity) سے ہے۔ یہ تقدس اُس وقت تک محفوظ رہتا ہے جب تک انسان اپنی فطری، اخلاقی اور قانونی حدود کا احترام کرتا ہے۔ زنا یعنی جنسی تعلق کا وہ طریقہ جو قانونی و اخلاقی بندھن سے آزاد ہو اِس تقدس کے خاتمے کا سب سے مہلک راستہ ہے۔ جدید دور میں اسے "Personal choice" یا "Freedom" کا نام دے کر جائز قرار دینے کی کوشش کی گئی، لیکن عقلی تجزیہ یہ ثابت کرتا ہے کہ زنا دراصل انسانی ذات کو بے حرمت، بے قیمت اور بے سمت بنانے کا ایک خطرناک عمل ہے۔

تقدّسِ ذات کیا ہے؟:

تقدّسِ ذات کا مطلب ہے انسان کا اپنی فطرت، حرمت، ذمہ داری اور شعور کا احترام کرنا۔ انسان خود کو اُس وقت تک باعزت محسوس کرتا ہے جب تک وہ اپنے افعال کو اعلیٰ اخلاقی اُصولوں کے تابع رکھتا ہے۔ فطری طور پر ہر انسان چاہتا ہے کہ اُس کی شناخت واضح، اُس کی عزت محفوظ اور اُس کی نسل معلوم ہو چنانچہ یہ سب "تقدسِ ذات" کی شاخیں ہیں۔

تقدسِ ذات کے خلاف ایک بغاوت:

1. زنا سماجی شناخت کو مبہم کر دیتا ہے۔

بچہ اگر زنا سے پیدا ہو تو اُس کی ماں تو متعین ہوتی ہے، مگر باپ نہیں۔ یعنی انسانی شناخت کا نصف حصہ غیر یقینی، مشتبہ اور مبہم ہو جاتا ہے۔ کیا ایک ایسی شناخت جس کا نصف معلوم نہ ہو، انسان کی ذات میں کوئی "تقدس" باقی رکھ سکتی ہے؟۔

2. زنا انسانی عزت کو معاہدے سے آزاد کر دیتا ہے۔

نکاح ایک سماجی، اخلاقی، قانونی معاہدہ ہے۔ زنا اِس معاہدے کو توڑ دیتا ہے۔ جب انسانی تعلقات معاہدے اور ذمہ داری سے آزاد ہوں تو انسان خود بھی بے وقعت ہو جاتا ہے۔

3. زنا انسانی خواہش کو وحشی پن میں بدل دیتا ہے۔

زنا صرف جنسی تسکین بن جاتا ہے۔ جذبہ، محبت، وفاداری، ایثار جیسی انسانی اقدار ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ عمل انسان کو حیوانی جبلّت کا غلام بنا دیتا ہے، یوں وہ اپنی "انسانی" ذات کھو دیتا ہے۔

زنا کے سماجی اثرات:

1. خاندانی نظام کا انہدام

زنا خاندانی رشتوں کو کمزور کرتا ہے۔ مرد باپ بننے سے بھاگتا ہے، عورت ماں بننے سے گھبراتی ہے۔ یہ عمل سماج کو "افراد کا ہجوم" بنا دیتا ہے، جہاں رشتہ، وراثت، خدمت، قربانی اور شراکت جیسی اقدار ناپید ہو جاتی ہیں۔

2. بچے کی پیدائش

نکاح میں پیدا ہونے والا بچہ "چاہا گیا"، "منتظر" اور "معزز" ہوتا ہے جبکہ زنا سے پیدا ہونے والا بچہ اکثر سماج میں بوجھ، الزام یا گناہ کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

3. جسم کے تقدس کا انہدام

زنا بدن کو ایک تجارتی شے بنا دیتا ہے، خاص طور پر عورت کا جسم۔ چنانچہ انسان کا جسم جب عزت کے مظہر کی بجائے استعمال کی چیز بن جائے تو تقدس کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے۔

جدید ذہن کے اعتراضات اور اُن کا علمی جواب:

اعتراض: "یہ دو بالغ افراد کا ذاتی فیصلہ ہے"

جواب: کیا کوئی ذاتی فیصلہ معاشرتی اثرات سے پاک ہو سکتا ہے؟۔ زنا سے صرف دو افراد متاثر نہیں ہوتے بلکہ نسل، خاندان، شناخت، معاشرت، سب اِس کے نتائج بھگتتے ہیں۔

اعتراض: "اگر دونوں راضی ہوں تو کیا مسئلہ ہے؟"

جواب: انسانی اخلاق صرف "رضامندی" پر قائم نہیں۔ اگر ایک بھائی اور بہن رضامند ہوں، تو کیا یہ اخلاقاً جائز ہو جائے گا؟۔ اگر کوئی چوری پر راضی ہو تو کیا یہ جرم نہیں رہے گا؟۔ رضامندی کبھی اخلاقی جواز نہیں بن سکتی بلکہ یہ محض ایک نفسیاتی سہولت ہے۔

نتیجہ:

زنا کا مسئلہ محض ایک ذاتی انتخاب یا جسمانی فعل نہیں، بلکہ یہ "انسان" کے تصور کو مسخ کر دینے والا عمل ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو انسانی ذات کی حرمت، اُس کی پہچان، اُس کے احساسِ ذمہ داری اور اُس کی اجتماعی زندگی کے تقدس کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگر آج کا انسان "تقدّسِ ذات" کو دوبارہ پانا چاہتا ہے تو اُسے "جنسی آزادی" کے نام پر دی گئی گمراہی کو ترک کرنا ہو گا اور اپنی فطرت، عقل اور دل سے پوچھنا ہو گا کہ "میری ذات کا تقدس کیوں ضروری ہے؟"۔

☆☆☆☆☆

اعتماد کا خاتمہ

معاشرت کی روح اگر کسی ایک لفظ میں سمائی ہے تو وہ ہے "اعتماد"(Trust)۔ انسان کا انسان پر، مرد کا عورت پر، والدین کا اولاد پر اور شہری کا نظام پر اعتماد۔ یہی وہ ستون ہے جس پر تہذیب کی پوری عمارت کھڑی ہے۔جب اعتماد ٹوٹتا ہے تو تعلقات بے قیمت، وعدے بے معنیٰ اور رشتے بے مقصد ہو جاتے ہیں۔ زنا یعنی جنسی تعلق کا وہ عمل جو قانونی، اخلاقی اور معاشرتی حدود سے باہر ہو،اِس اعتماد کو سب سے کاری ضرب لگاتا ہے۔

اعتماد یعنی انسانی تعلقات کا محور:

اعتماد وہ نادیدہ معاہدہ ہے جو رشتوں کو باندھتا، دلوں کو جوڑتا اور ذمہ داری کا شعور پیدا کرتا ہے۔ یہ اعتماد ہی ہے جو باپ کو یقین دلاتا ہے کہ بچہ اُسی کا ہے۔ شوہر کو بھروسہ دیتا ہے کہ بیوی وفادار ہے اور معاشرے کو سکون بخشتا ہے کہ خاندانی نظام محفوظ ہے۔

زنا یعنی اعتماد کا قاتل:

1. زوجین کے درمیان اعتماد کا انہدام

زنا جب بیوی یا شوہر کی طرف سے ہو تو اعتماد کی دیوار گر جاتی ہے، ہمیشہ کے لئے۔

"شریکِ حیات" کا مطلب ہی اعتماد کی حصہ داری ہے، جب یہ اعتماد ختم ہو جائے تو رشتہ صرف جسم تک محدود رہ جاتا ہے، روح ختم ہو جاتی ہے۔

2. اولاد کی نسبت پر شک

زنا اولاد کے نسب کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ اگر شوہر کو یقین نہ ہو کہ بچہ اُس کا ہے تو ماں پر، اولاد پر حتیٰ کہ پورے خاندانی نظام پر اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔

3. معاشرتی اعتماد ٹوٹ جاتا ہے

زنا خفیہ عمل ہے۔ یہ دھوکہ ہے۔ فریب ہے اور خفیہ خیانت ہے۔ ایسے افراد پر نہ دوست بھروسہ کرتے ہیں، نہ رشتہ دار، نہ شریکِ حیات۔ چنانچہ معاشرہ جب خیانت کو "آزادی" کا نام دیدے تو اعتماد مر جاتا ہے اور اِس کی جگہ بدگمانی اور خوف لے لیتے ہیں۔

اعتماد کا اقتصادی، نفسیاتی اور قانونی بحران:

1. معاشی سطح پر عدم اعتماد

زنا سے پیدا ہونے والے بچوں کی پرورش اکثر تنہا ماں پر آجاتی ہے۔ علاوہ ازیں باپ کی شناخت نہ ہونے سے قانونی پیچیدگیاں اور مالی بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ ریاست کو اضافی بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ سوشل ویلفیئر نظام پر اعتماد ختم ہونے لگتا ہے۔

2. نفسیاتی عدم اعتماد

جس بچے کو معلوم نہ ہو کہ اُس کا باپ کون ہے، وہ فطری طور پر عدم تحفظ اور بے اعتمادی کا شکار ہوتا ہے۔ ایسی اولاد نہ والدین پر اعتماد کر پاتی ہے، نہ اپنے آپ پر۔

3. قانون پر عدم اعتماد

اگر قانون زنا کو جرم نہ سمجھے تو معاشرہ قانون پر سے اعتماد کھو دیتا ہے۔ وہ قوانین جو فطرت اور ضمیر سے متصادم ہوں اُن پر دیرپا اعتماد ممکن نہیں رہتا۔

جدید ذہن کے مغالطے اور اُن کا تجزیہ:

مغالطہ: "زنا دو افراد کی ذاتی زندگی کا معاملہ ہے۔"

جواب: اعتماد ایک شخصی نہیں بلکہ معاشرتی حقیقت ہے۔ اگر ایک شخص خیانت کرتا ہے، تو وہ صرف اپنا نہیں، اپنے رشتے داروں، بچوں، خاندان اور معاشرت کے اعتماد کو توڑتا ہے۔

مغالطہ: "اگر دونوں راضی ہیں تو کیا نقصان؟۔"

جواب: کیا اعتماد صرف رضامندی سے قائم رہتا ہے؟۔ دھوکہ اور فریب خواہ باہمی رضامندی سے بھی ہو، وہ اعتماد کے قتل کے مترادف ہوتا ہے۔ اعتماد قانون سے زیادہ ضمیر کی بنیاد پر کھڑا ہوتا ہے اور زنا ضمیر کو زخمی کرتا ہے۔

نتیجہ:

زنا صرف ایک عمل نہیں، اعتماد کی جڑ کاٹنے والا کلہاڑا ہے۔ یہ شوہر کا بیوی پر، والد کا اولاد پر، فرد کا قانون پر اور معاشرے کا تہذیب پر اعتماد ختم کر دیتا ہے۔

جس قوم میں زنا عام ہو جائے، وہاں طلاق کی شرح بڑھ جاتی ہے، بچے سماجی اور اخلاقی طور پر بکھر جاتے ہیں، نفسیاتی بیماریاں بڑھتی ہیں اور قانون بے حیثیت ہو جاتا ہے۔

اگر انسان نے "اعتماد" کی اِس بنیادی نعمت کو بچانا ہے تو زنا کے دروازے مکمل طور پر بند کرنے ہوں گے، نہ صرف قانونی طور پر بلکہ اخلاقی اور فکری سطح پر بھی کیونکہ جہاں زنا عام ہو وہاں اعتماد دفن ہو جاتا ہے اور اعتماد کے بغیر نہ محبت باقی رہتی ہے اور نہ ہی معاشرہ۔

☆☆☆☆☆

وفاداری کا خاتمہ

وفاداری ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو رشتوں میں باوقار، قابلِ اعتماد اور باہمی احترام کا حامل بناتی ہے۔ یہ صرف جذباتی وابستگی نہیں بلکہ ایک شعوری اور اخلاقی عہد ہے جو انسان اپنے ربّ، شریکِ حیات، خاندان اور سماج سے کرتا ہے۔ وفاداری رشتوں کا حسن ہے جبکہ زنا اِن رشتوں کو بگاڑنے والا ایک شدید مہلک عمل ہے۔ زنا وفاداری کی جڑیں کاٹ دیتا ہے اور انسان کو ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کرتا ہے جہاں نہ اعتبار باقی رہتا ہے، نہ قربت۔

وفاداری کی فطری اور عقلی بنیادیں:

وفاداری فطرتِ انسانی کا بنیادی تقاضا ہے۔ ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ جس سے محبت کرے، وہ صرف اُسی کا ہو۔ وفاداری رشتے کو ایک حد، حیاء اور قربانی کے دائرے میں لے آتی ہے جہاں تعلق جسم سے روح تک پھیلتا ہے۔ شوہر بیوی کی، بیوی شوہر کی، والدین اولاد کی اور دوست ایک دوسرے کی وفاداری چاہتے ہیں۔ وفاداری انسان کو انسان بناتی ہے۔

زنا یعنی وفاداری کا کھلا انکار:

1. ازدواجی رشتے کی وفاداری سب سے پہلے زنا سے ہی مجروح ہوتی ہے۔ زنا درحقیقت "میں تمہارے لئے کافی نہیں" کا غیر علانیہ اعلان ہے۔ جب ایک فریق

وفاداری کی حد پار کر جائے تو دوسرا فریق ہمیشہ کیلئے اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے پس ایسی صورت میں بھلے تعلق جسمانی طور پر قائم رہے لیکن روحانی یعنی نفسیاتی طور پر مر جاتا ہے۔

2. زنا تعلق کو وقتی تسکین اور جذباتی دھوکہ بنا دیتا ہے۔جہاں زنا عام ہو، وہاں محبت نہیں، "دل لگی" ہوتی ہے۔ایسا ماحول وفاداری کو ایک قدامت پسند جبر کے طور پر دیکھتا ہے، حالانکہ یہی وفاداری تعلق کو معنیٰ، تحفظ اور تسلسل دیتی ہے۔

3. زنا وفاداری کو 'غیر ضروری' قرار دے دیتا ہے۔مغربی فلسفہ جہاں انتخاب کی آزادی یعنی "Freedom of choice" کو سب کچھ سمجھا گیا، وہاں وفاداری بے معنیٰ ہو گئی ہے۔ نتیجتاً شادی بے وقعت، رشتے غیر مستقل اور انسان اخلاقی اور جذباتی طور پر بالکل غیر معتبر ہو چکا ہے۔

وفاداری کے خاتمے سے معاشرتی و نفسیاتی اثرات:

1. رشتوں میں عدم تحفظ

جب وفاداری ختم ہو جائے تو بیوی کو لگتا ہے شوہر کسی بھی وقت چھوڑ سکتا ہے اور شوہر کو لگتا ہے بیوی کسی بھی وقت دھوکہ دے سکتی ہے۔ چنانچہ یہ خوف رشتے کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔

2. نفسیاتی ٹوٹ پھوٹ

وفاداری کے ٹوٹنے سے پیدا ہونے والا ذہنی صدمہ بے قدری، حسد اور بے یقینی کا طوفان لاتا ہے۔ طلاق، خودکشی، ڈپریشن اور مستقل اُداسی یعنی Anxiety جیسے مسائل کا اکثر تعلق اِسی "عدم وفاداری" سے ہوتا ہے۔

3. نسلی اور خاندانی دھاروں کی ٹوٹ پھوٹ

زنا کی عامیانہ روش نسلوں میں وفاداری کی جگہ بے قاعدگی، جھوٹ اور بے ربطی پیدا کرتی ہے۔ بچے جب ماں یا باپ کی بے وفائی دیکھتے ہیں تو وہ بھی وفاداری کو کوئی قابلِ قدر شے نہیں سمجھتے۔

مغربی معاشرتی ماڈل اور وفاداری کا زوال:

مغربی معاشرت میں اتفاقی تعلق یعنی "Casual relationships" کو رواج ملا جس نے ازدواجی وفاداری کو "بوجھ" بنا دیا۔

آزادانہ شادی یعنی "Open marriage" جیسی اصطلاحات اِس بات کا ثبوت ہیں کہ وہاں رشتے محض قانونی یا اخلاقی معاہدے نہیں بلکہ مفاداتی تبادلوں میں بدل چکے ہیں۔ اِس ماڈل نے انسان کو "وفادار ساتھی" سے "عارضی ساتھی" میں تبدیل کر دیا۔

اسلام میں وفاداری کا مقام:

قرآن بارہا نکاح کو "میثاقاً غلیظاً" (مضبوط عہد) کہتا ہے ۔یہ وفاداری کا اعلان ہے۔زنا کو قرآن صرف ایک جنسی گناہ نہیں بلکہ "فاحشہ "اور "ساء سبیلا" کہہ کر انسانی اخلاق پر حملہ قرار دیتا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ-وَسَآءَ سَبِیْلًا۔

(سورہ الِاسراء۔ آیت32)

اور زنا کے قریب بھی نہ بھٹکو، بلاشبہ یہ بڑی بے حیائی (سماجی فساد) اور بہت بُرا رستہ ہے۔

فاحشہ عربی میں کھلی بے حیائی کو کہتے ہیں یعنی ایسی خاص قسم کی برائی جو انسانی معاشرت میں زبردست بگاڑ پیدا کردے۔ساء سبیلا کا سادہ لغوی مطلب قبیح رستہ اور اصطلاحاً مراد ایک ایسا گھناؤنا رستہ ہے جس کے ہر قدم پر ایک نیا فساد پیدا ہونے کا اِمکان موجود ہو۔

نتیجہ:

زنا انسانی تعلقات میں وفاداری کے تصور کو مسخ کردیتا ہے۔جب وفاداری ختم ہو جائے تو رشتے محض جسموں کا میل، گھر محض چھت اور نسل محض جینیاتی اتفاق بن جاتی ہے۔انسان رشتوں میں امن اور سکون نہیں پاتا اور ایک دوسرے سے

بدگمان، خوفزدہ اور تنہاء ہو کے رہ جاتا ہے۔پس زنا اِس بات کا اعلان ہے کہ "میری خواہشات میری وفاداری سے بڑی ہیں"،اور جب خواہش وفاداری پر غالب آ جائے تو جذبات بے بنیاد، تعلق بے وقعت،عزتِ نفس مجروح اور انسان بے قیمت ہو کے رہ جاتا ہے۔

جدید ذہن کے مغالطے اور اُن کا عقلی تجزیہ:

مغالطہ 1:

"وفاداری ایک روایتی تصور ہے،محبت کو اِس کا پابند نہیں کیا جا سکتا"۔

جواب:

یہ تصور حقیقت سے فرار ہے کیونکہ ہر محبت خود بخود وفاداری کا تقاضا کرتی ہے۔چنانچہ جب کوئی کہتا ہے کہ "میں تم سے محبت کرتا ہوں"، تو وہ لاشعوری طور پر یہ بھی کہہ رہا ہوتا ہے کہ "میں تمہارے ساتھ وفادار رہوں گا"۔

محبت اگر کسی حد کی پابند نہ ہو تو وہ خواہش تو ہو سکتی ہے، تعلق نہیں۔وفاداری محبت کا لازمی نتیجہ ہے اور جس محبت میں یہ نہ ہو،وہ دراصل محض "جنسی کشش" یا"وقتی لگاؤ" ہے،نہ کہ کوئی اخلاقی تعلق۔

مغالطہ 2:

"انسان فطرتاً ایک Monogamous (ایک شریکِ حیات والا) مخلوق نہیں، اِس لئے وفاداری کا تقاضا فطرت کے خلاف ہے"۔

جواب:

یہ سائنسی و اخلاقی لحاظ سے ناقابلِ قبول دلیل ہے۔ انسان کی فطرت صرف جبلّت نہیں بلکہ شعور اور اخلاق کا امتزاج ہے۔ اگر صرف جبلّت کو فطرت مانا جائے تو پھر چوری، قتل اور جھوٹ بھی بعض مواقع پر "فطری" کہے جا سکتے ہیں کیونکہ انسان اِن کا میلان بھی رکھتا ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنی جبلّت کو قابو میں رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟۔ انسان اور حیوان میں فرق ہی یہی ہے کہ انسان اپنی جبلّت پر وفاداری، ذمہ داری اور اخلاق کی لگام ڈال سکتا ہے۔

مغالطہ 3:

"اگر دونوں فریق راضی ہوں اور کسی کو نقصان نہ ہو تو وفاداری کی پابندی کیوں ضروری ہے؟"۔

جواب:

پہلی بات یہ کہ راضی ہونا وفاداری کا متبادل نہیں بلکہ اِس کا انکار ہے۔

دوسری بات یہ کہ کسی تیسرے کو ظاہری طور پر نقصان نہ ہونا، در حقیقت حقیقت کا دھوکہ ہے۔ زنا یا بے وفائی کا سب سے بڑا نقصان اعتماد، محبت اور نفسیاتی تحفظ کو ہوتا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتے مگر انسانی زندگی کے ستون ہیں۔

مثال کے طور پر:

والدین کی بے وفائی سے اولاد کا ذہن مسموم ہو جاتا ہے۔

بیوی کی بے وفائی شوہر کو شک، غصے اور غم میں مبتلا کر دیتی ہے، بالکل یہی حال شوہر کی بے وفائی کا بھی ہے۔ یہ وہ نقصان ہے جو صرف رضامندی سے ختم نہیں ہو سکتا۔

مغالطہ 4:

"وفاداری ایک ذاتی انتخاب ہے، اِسے اخلاقی فرض نہیں بنایا جا سکتا"۔

جواب:

ذاتی انتخاب وہ ہوتا ہے جو صرف فرد پر اثر ڈالے جبکہ وفاداری کا انکار ایک اجتماعی اخلاقی بحران کو جنم دیتا ہے۔ ٹوٹے ہوئے خاندان، اجنبی بچے، بے اعتبار رشتے، نفسیاتی دباؤ، بے قابو معاشرتی افراتفری۔ جب کسی ذاتی انتخاب کے نتائج دوسروں کو نقصان پہنچائیں تو وہ محض "ذاتی" نہیں رہتا بلکہ اخلاقی اور سماجی مسئلہ بن جاتا ہے۔

مغالطہ 5:

"محبت بدل سکتی ہے تو وفاداری بھی لچکدار ہونی چاہیئے"۔

جواب:

یہ مغالطہ محبت کو صرف ایک جذبہ سمجھتا ہے حالانکہ محبت ایک غیر اعلانیہ عزم (Commitment) بھی ہے۔ جذبات تو روز بدلتے ہیں مگر یہی وجہ ہے کہ انسان "نکاح" کے ذریعے اپنی محبت کو مستقل معاہدہ بنالیتا ہے اور وفاداری اِس عہد کو عملی صورت دیتی ہے۔ اگر ہر بدلتے جذبات پر وفاداری بھی بدل جائے تو پھر کسی رشتے کو دوام حاصل نہ ہو۔

اختتامیہ:

زناوفاداری کے ہر مغالطے کو آزادی اور اختیار کے لبادے میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے لیکن انجام انسان کو تنہاء، بے اعتبار اور جذباتی طور پر کھوکھلا کر دیتا ہے۔ وفاداری ایک رشتے کی روح ہے اور زنا اِس روح کا قتل۔ فلہٰذا جدید ذہن کو سوال کرنا چاہیے کہ کیا میری آزادی کسی ایسے عمل کی اجازت دیتی ہے جو کسی کی روحانی موت بن جائے؟۔

☆☆☆☆☆

ذمہ داری کا خاتمہ

انسانی زندگی کی تعمیر کا سب سے مضبوط ستون "ذمہ داری" ہے۔ذمہ داری ہی وہ شعور ہے جو آدمی کو انسان، شوہر کو رفیق،ماں باپ کو مربّی اور شہری کو قابلِ اعتبار فرد بناتا ہے۔جب انسان اپنے قول، فعل، تعلق اور نتیجوں کی ذمہ داری قبول کرتا ہے،تب ہی معاشرہ ترقی کرتا ہے۔زنا ایک ایسا عمل جو لذت کے حصول میں ہر ذمہ داری سے بغاوت ہے اور اِس پورے اخلاقی نظام کو جڑ سے ہلا دیتا ہے۔

انسانی فطرت اور ذمہ داری کا شعور:

انسان نہ صرف عمل کرتا ہے بلکہ اِس کے اثرات کا شعور بھی رکھتا ہے پس یہی چیز اُسے حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔بچپن میں والدین، جوانی میں شریکِ حیات اور بڑھاپے میں اولاد چنانچہ ہر مرحلے پر انسان ذمہ داری نبھاتا ہے۔زنا اِس سلسلے کی نفی کرتا ہے یعنی نہ نکاح کی ذمہ داری، نہ اولاد کی، نہ تعلق کی۔

زنا یعنی ذمہ داری سے فرار کا راستہ:

1. نکاح سے انکار، تعلق سے فائدہ

زنا کی فطرت یہ ہے کہ وہ "تعلق کا فائدہ" چاہتا ہے مگر "تعلق کی ذمہ داری" سے بھاگتا ہے۔ایک مرد بغیر نکاح کے تعلق قائم کرتا ہے یعنی نہ مہر، نہ نان نفقہ، نہ حفاظت کی ذمہ داری۔

2. زنااور بے سہارااولاد

زنا کے نتیجے میں اگر بچہ پیدا ہو جائے تو اکثر مرد اُس کی ذمہ داری سے انکار کر دیتے ہیں۔عورت یا تو اکیلی ماں بنتی ہے یا پھر اسقاطِ حمل (Abortion) کا راستہ اختیار کرتی ہے۔دونوں صورتوں میں فطرت زخمی ہوتی ہے۔

3. معاشرتی ذمہ داری کاانکار

جب معاشرہ زنا کو معمولی سمجھے تو وہ افراد کو یہ پیغام دیتا ہے کہ "تم آزاد ہو، کسی کے لئے جواب دہ نہیں ہو"۔یہ آزادی درحقیقت انار کی کی بنیاد ہے جہاں کوئی کسی کا نہیں۔

زنا کے نتیجے میں ذمہ داریوں کے خاتمے کی جھلکیاں:

والدین کا کردار بے وزن:

جب باپ معلوم نہ ہو یاباپ خود انکاری ہو تو اولاد تربیت و محبت دونوں سے محروم ہو جاتی ہے۔

خاندانی ادارہ بکھر جاتاہے:

نکاح ایک ذمہ داری ہے جبکہ زنا ایک وقتی عیاشی، نتیجہ ؟: بکھرا ہوا معاشرہ جس میں کوئی کسی کا نہیں، صرف وقتی لذت کی غلامی۔

عورت صرف "استعمال" کی چیز بن جاتی ہے:

زنا کے تعلق میں عورت کے تحفظ، وقار اور مستقبل کی کوئی ذمہ داری مرد کے ذمہ نہیں ہوتی۔

ریاست پر معاشی بوجھ:

غیر شادی شدہ ماؤں اور باپ سے محروم بچوں کی کفالت آخر کار ریاست یا خیراتی اداروں کے کندھوں پر آجاتی ہے گویا اصلی معاشی اور سماجی بگاڑ کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔

جدید ذہن کے مغالطے اور اُن کے جوابات:

مغالطہ 1:

"تعلقات میں آزادی ہونی چاہئے کیونکہ ہر انسان اپنی زندگی کا مالک ہے"۔

جواب:

آزادی بغیر ذمہ داری کے خودکشی ہے، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی۔جب تعلقات ذمہ داری کے بغیر ہوں تو اولاد بے سہارا، عورت غیر محفوظ اور معاشرہ اخلاقی طور پر غیر متوازن ہو جاتا ہے۔ہر عمل کا اثر دوسروں پر ہوتا ہے اور یہ اثر ذمہ داری کو لازم بناتا ہے۔

مغالطہ 2:

"زنا بالغ افراد کی آپسی رضامندی یعنی Mutual consent کا معاملہ ہے، اِس میں اخلاقی دخل کیوں؟"۔

جواب:

رضامندی اخلاقی معیار کا متبادل نہیں۔ اگر دو لوگ راضی ہو کر جھوٹ بولیں یا کرپشن کریں تو کیا وہ عمل اخلاقی بن جائے گا؟۔ زنا دراصل ذمہ داری سے بھاگنے کا معاہدہ ہے یعنی تعلق، جسمانی فائدے کے لئے ہو لیکن اِس کے بعد کے اثرات سے کوئی سروکار نہ ہو۔

مغالطہ 3:

"اگر بچہ پیدا نہ ہو تو زنا سے کسی کو کیا نقصان؟"۔

جواب:

یہ سوچ ذمہ داری کو "نتیجے" تک محدود کر دیتی ہے حالانکہ اصل سوال "نیت" کا ہے۔ کیا آپ کوئی عمل اِس نیت سے کرتے ہیں کہ اگر نقصان نہ ہوا تو ٹھیک ہے؟۔ پھر یہ بات اخلاقی اُصولوں پر نہیں، فائدہ ونقصان کے تخمینے پر کھڑی ہے جو درحقیقت غیر اخلاقی طرزِ فکر ہے۔

مغالطہ 4:

"زمانہ بدل چکاہے۔روایتی ذمہ داریاں اب دقیانوسی لگتی ہیں"۔

جواب:

زمانہ بدلتاہے مگر انسانی فطرت اور رشتوں کی بنیاد نہیں بدلتی۔نہ بچے بغیر باپ کے پروان چڑھ سکتے ہیں، نہ عورت بغیر تحفظ کے محفوظ ہے، نہ مرد بغیر جواب دہی کے مہذب رہ سکتاہے۔نیا زمانہ صرف "نئی زبان" لایاہے، "نئی اخلاقیات" نہیں اور اگر لایا بھی ہے تو نتائج دیکھے جاسکتے ہیں: افسردہ بچے، ٹوٹے خاندان، خودکشی کی شرح میں اضافہ اور تنہائی کے مرض میں مبتلا انسان۔

نتیجہ:

زنا ذمہ داری سے بغاوت ہے، نہ صرف ذمہ داری سے بلکہ فرد کی اپنی ذات سے، خاندان اور سماج سے بھی۔یہ وہ عمل ہے جو انسان کو اپنی ذات اور دوسروں کے متعلق غیر سنجیدہ کردیتاہے۔یہ جنسی خواہش کو وقتی طور پر تو تسکین دیتاہے مگر زندگی کے تانے بانے کو منتشر کردیتاہے۔جب ذمہ داری کا احساس ختم ہو جائے تو انسان "آزاد" نہیں بلکہ "بے لگام" ہو جاتاہے اور بے لگام انسان کسی بھی رشتے قانون یاتہذیب کے قابل نہیں رہتا۔

☆☆☆☆☆

خاندان کا خاتمہ

انسانی تہذیب کا پہلا اور بنیادی ادارہ خاندان ہے۔خاندان صرف خون کا رشتہ نہیں بلکہ تحفظ، محبت، اعتماد، تربیت اور وراثت کا جامع نظام ہے۔یہی ادارہ فرد کو شناخت دیتا ہے، شعور دیتا ہے، اقدار سکھاتا ہے اور سماج میں ربط پیدا کرتا ہے۔

زنا جو ایک رشتہ بے معاہدہ، خواہش بے ذمہ داری اور تعلق بے ضابطگی کے تحت قائم ہوتا ہے، خاندان کی ساخت اور وجود دونوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔

خاندان یعنی فطری اور عقلی ضرورت:

خاندان صرف ایک معاشرتی روایت نہیں بلکہ انسانی فطرت کی داخلی پکار ہے۔ بچہ تحفظ چاہتا ہے، عورت محبت اور احترام اور مرد معنویت اور نسل کا تسلسل پس یہ سب خاندان سے ملتا ہے۔خاندان وہ نظام ہے جو حقوق و فرائض کو متوازن انداز میں نسل در نسل منتقل کرتا ہے۔

زنا یعنی خاندان کا خاموش قاتل:

1. نکاح سے فرار، خاندان سے انکار

زنا نکاح سے بھاگنے کا نام ہے جبکہ نکاح خاندان کی بنیاد ہے۔ زنا تعلق کو عارضی، غیر ذمہ دار اور خفیہ بنادیتا ہے جبکہ خاندان مستقل، ذمہ داری پر مبنی ہوتا ہے۔

2. باپ کی پہچان مٹ جاتی ہے

زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے اکثر باپ کے نام سے محروم رہتے ہیں اور خاندان بغیر نسب کے صرف ایک حیاتیاتی واقعہ بن کر رہ جاتا ہے۔

3. ماں باپ کی حیثیت کمزور ہو جاتی ہے

زنا کی بنیاد پر قائم تعلقات میں وفاداری، ذمہ داری اور قربانی کی وہ صفات نہیں ہوتیں جو خاندان کو مضبوط بناتی ہیں۔ مرد بچے کو قبول نہیں کرتا، عورت بے یار و مددگار رہ جاتی ہے اور بچہ بے آسرا۔

زنا کی وجہ سے خاندان کے خاتمے کے سماجی اثرات:

1. نکاح کی شرح میں کمی، طلاق کی شرح میں اضافہ

جہاں زنا عام ہو وہاں نکاح بے جواز لگنے لگتا ہے اور خاندان کی تشکیل کا رجحان کم ہو جاتا ہے۔

2. بچے بے راہ، ماں بے سہارا، باپ لاپتہ

بچے نفسیاتی اُلجھن، شناخت کے بحران اور اخلاقی بے یقینی میں پلتے ہیں۔ ایسا فرد مستقبل میں نہ شوہر بننے کے قابل ہوتا ہے، نہ باپ، نہ ذمہ دار شہری۔

3. ریاست یا خیراتی ادارے کو خاندان کی جگہ لینا پڑتی ہے

جب خاندان ناکام ہو جائے تو ریاست کو پناہ گاہیں، خوراک، تعلیم، اور تحفظ دینا پڑتا ہے اور یہ نظام کبھی بھی وہ جذبات، تربیت اور شناخت نہیں دے سکتا جو ایک خاندان دیتا ہے۔

خاندان کے بغیر انسانی تہذیب کا مستقبل:

خاندان کے بغیر نسل باقی رہ سکتی ہے مگر اقدار نہیں۔ خاندان کے بغیر بچے پیدا ہو سکتے ہیں مگر مرد و عورت مکمل انسان نہیں بن سکتے۔ خاندان کے بغیر قومیں وجود رکھ سکتی ہیں مگر تہذیب مر جاتی ہے۔

جدید ذہن کے مغالطے اور اُن کے جوابات:

مغالطہ 1:

"خاندان ایک قدیم پدر سری (Patriarchal) نظام ہے جبکہ آزاد جنسی تعلق یعنی زنا آزادی کی علامت ہے"۔

جواب:

خاندان کا مطلب مرد کی حاکمیت نہیں بلکہ مرد و عورت کی شراکت ہے۔ زنا عورت کو آزادی نہیں دیتا بلکہ اُسے مرد کی عارضی خواہش کا ذریعہ بنا دیتا ہے اور

جب عورت کو تحفظ، وفاداریاور عزت نہیں ملتی تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ حقیقی آزادی وہ ہے جو تحفظ اور عزت کے ساتھ ہو اور جو صرف خاندان میں میسر ہے۔

مغالطہ 2:

"خاندان ہر کسی کی ضرورت نہیں بلکہ بعض لوگ تنہاء بھی خوش رہ سکتے ہیں"۔

جواب:

فرد کی ذاتی خوشی اور سماج کی فلاح دو الگ چیزیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی فرد عارضی طور پر تنہاء خوش ہو مگر اصل بات یہ ہے کہ وہ معاشرے کو کیا دے رہا ہے؟۔ ایک نسل، ایک تربیت، ایک تحفظ، ایک شناخت، یہ سب صرف خاندان ہی مہیا کر سکتا ہے۔ ذاتی خوشی کے نام پر خاندان کو رد کرنا خود غرضی ہے، آزادی نہیں۔

مغالطہ 3:

"زنا اگر محفوظ طریقے سے ہو تو نقصان کیا ہے؟"۔

جواب:

کیا خاندان کا مقصد صرف بیماری اور حمل سے بچنا ہے؟۔ نہیں بلکہ خاندان ایک مستقل اخلاقی ادارہ ہے۔ اِس کا قیام صرف جسمانی عمل سے نہیں بلکہ نیت، عہد

اور ذمہ داری سے عمل میں لایا جاتا ہے جبکہ زنا نہ رشتہ بناتا ہے، نہ نسل کو وقار دیتا ہے، یہ صرف جذباتی اور سماجی انتشار پیدا کرتا ہے۔

مغالطہ 4:

"زنا فرد کا ذاتی معاملہ ہے اور خاندان ریاست کی ذمہ داری نہیں"۔

جواب:

جب لاکھوں بچے خاندان کے بغیر پیدا ہوں، عورتیں اکیلی مائیں بنیں اور نوجوان ذمہ داریوں سے خوفزدہ ہوں تو پھر خاندان نہ صرف ریاست بلکہ پوری تہذیب کی ذمہ داری بن جاتا ہے۔ریاست جب خاندان سے لاتعلق ہو جاتی ہے تو وہ جیلوں، نفسیاتی اسپتال اور شیلٹر ہاؤسز سے پُر ہو جاتی ہے۔

نتیجہ:

زنا خاندان کا نعم البدل نہیں بن سکتا بلکہ اِس کا خاموش قاتل ہے۔یہ اُس ادارے کو تباہ کر دیتا ہے جس پر انسان کی شناخت، نسل، تہذیب اور اخلاقی وجود کھڑا ہوتا ہے۔جب خاندان مٹ جائے تو انسان حیوان نہیں بنتا بلکہ اُس سے بھی بدتر، ایک تنہاء، خودغرض، غیر ذمہ دار اور بے ہدف مخلوق بن جاتا ہے۔اِس لئے اگر ہم خاندان کو بچانا چاہتے ہیں تو زنا کو روکنا ازحد ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

زنا کی شرعی سزا

آج کے ذہن کیلئے یہ بات سمجھنا مشکل ہے کہ جب دو لوگ یعنی ایک مرد اور عورت اپنی مرضی سے ایک دوسرے کے ساتھ جنسی عمل سرانجام دیتے ہیں تو آخر اِس میں جرم کیا ہے؟۔ یہ سوال اپنی اصل میں تو واقعی خاموش کر دینے والا ہے لیکن اب کچھ سوال اور بھی ہیں جن کے جواب آزاد جنسی تعلق کو جائز سمجھنے والوں کو دینے ہوں گے۔

آزاد جنسی تعلق قرآن کے نزدیک ایک بدترین اخلاقی جرم ہے لیکن یہ اِس قدر سنگین جرم کیسے بنتا ہے پہلے اِس کو سمجھنا ہو گا۔

اگر آزاد جنسی تعلق کی عام اجازت دیدی جائے تو خاندان کا ادارہ مکمل طور پر ٹوٹ جائے گا۔ اگر خاندان کا ادارہ ٹوٹ گیا تو نسلِ انسانی کی افزائش یعنی Procreation کا باقاعدہ اور جذباتی و نفسیاتی لحاظ سے مضبوط ترین انتظام کیسے ہو گا؟۔ چلیں ہم تھوڑا سا آگے بڑھ کر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں بچے چاہئیں ہی نہیں جیسا کہ آجکل یورپ میں نسلِ انسانی سے منافرت یعنی Antinatalist رویہ پروان چڑھ رہا ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں ایسا رویہ رکھنے والوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ دس فیصد ہو گی، بتایئے باقی کے نوّے فیصد لوگوں کا کیا ہو گا جو بچے پیدا کرنا چاہتے ہیں؟۔ ہم اِس سے

بھی آگے بڑھ کر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مرد اور عورت اپنی مرضی سے آزاد جنسی تعلق قائم کرنے کے بعد اگر چاہیں تو بچہ پیدا کرلیں، اِس میں کوئی مسئلہ تو نہیں۔ یہ بات درست ہے لیکن یہاں پر بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا کیونکہ آزاد جنسی تعلق کی تو بنیاد ہی صرف جنسی ضرورت پوری کرنا ہے یعنی ایک مرد اور عورت کچھ وقت کیلئے ساتھ ہوتے ہیں اور جنسی عمل کے پورا ہوتے ہی دونوں آزاد۔ اب ایسی صورت میں بچے کی پرورش اور اُس کی معاشی، جذباتی و نفسیاتی ضروریات کونسا فریق پورا کرے گا؟۔

اگر یہ پوری ذمہ داری عورت اپنے ذمہ لے لیتی ہے تو بچہ باپ کے سائے کے بغیر آدھا اَدھورا پروان چڑھے گا،اس مسئلے کا کیا حل ہے؟۔ بالکل اِس کے برعکس اگر بچہ مرد کے پاس ہو تو وہ ماں کی شفقت و محبت سے محروم ہو جائے گا۔ اِس کا کیا حل ہے؟۔ مطلب دونوں صورتوں میں بچہ کبھی بھی جذباتی اور نفسیاتی لحاظ سے ایک مکمل انسان نہیں بن پائے گا۔اب بتایئے کہ آزاد جنسی تعلق کی اصل زد کہاں پر پڑ رہی ہے؟۔ نسلِ انسانی سے فرار تو کسی صورت ممکن نہیں چنانچہ جب یہ طے ہو چکا تو پھر ہر لحاظ سے ایک مضبوط ادارے یعنی خاندان کے سوا کیا صورت باقی بچی؟۔بس یہی وہ بنیادی مسئلہ ہے جسے ہمارااور اِس کائنات کا خالق قادر مطلق خدا جانتا تھا کہ اگر آزاد

جنسی تعلق پر قدغن نہ لگائی تو انسان اپنا اختیار استعمال کر کے خاندان کے ادارے کو تہس نہس کر کے رکھ دے گا۔ اب اِس پر بھی کیا بحث کرنی۔ خاندانی ادارے کی بدترین تباہی آج جاپان، جنوبی کوریا، سویڈن، ہنگری، فِن لینڈ اور جرمنی میں دیکھی جاسکتی ہے جس کے متعلق پوری دنیا میں یہ رائے عام ہے کہ یہ دنیا کے انتہائی باشعور اور ترقی یافتہ معاشرے ہیں۔

آج کا ذہن ترقی کو صرف ٹیکنالوجی سے ماپ رہا ہے جبکہ انسانیت سسک رہی ہے۔ جب تک انسان کے پاس ایک آفاقی اور مستقل نصب العین (Purpose of Life) نہ ہو تب تک اُس کی ہر ترقی ایک نئ مصیبت کے سوا کوئی افادیت نہیں رکھتی۔ ہر لمحہ فنا سے دوچار چند سالوں پر محیط اِس مختصر سی زندگی میں اگر انسان کچھ بھی کر لے بالآخر اُسے یہاں اچانک سارا کچھ چھوڑ کر فنا ہو جانا ہے۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے ہی نہیں کہ اِس زندگی کو گزارنا کیسے ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ اِس زندگی کو جاری کیوں رکھنا ہے؟، اور اِس سے بھی زیادہ اہم وہی مسئلہ کہ آخر نئے انسان ہی کیوں پیدا کرنے ہیں؟۔ دنیا کی کوئی بھی ٹیکنالوجی اِن دو سوالوں کے جواب نہیں دے سکتی۔

قرآن اِسی خاندان کے ادارے کو ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ سے بچانے کیلئے آزاد جنسی تعلق کو اخلاقی جرم قرار دیتا ہے اور اگر اِسے جرم قرار نہ دے دیا

جائے تو اِس کی سب سے بھاری قیمت آنے والی نسلیں چکائیں گی جن کا کوئی قصور ہی نہیں ہو گا۔ مثلاً ایک مرد اور عورت وقتی طور پر اگر جنسی عمل انجام دے کر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور بعد میں عورت حاملہ ہو جائے اور بچے کو رکھنا چاہے تو وہ یقیناً یہ کام اکیلے ہی کرے گی تو نتیجتاً وہ بچہ جس کا کوئی قصور ہی نہیں تھا، ماں کے پیٹ سے باہر سے آنے سے پہلے ہی اُن مسائل کا شکار ہو چکا جن کا حل ممکن ہی نہیں کیونکہ وہ مرد جس نے اِس حاملہ عورت سے جنسی عمل سر انجام دیا تھا وہ اپنی ضرورت پوری کر کے غائب ہو گیا۔ بچہ پیدائش کے ساتھ ہی باپ کی شفقت اور اُس کی ذمہ داری کے احساس سے محروم ہو جائے گا۔ بتائیے کیا یہ کوئی معمولی جرم ہے؟۔

آزاد جنسی تعلق کے متعلق اگر آپ اِس نتیجے پر پہنچ چکے کہ یہ ایک بدترین اخلاقی جرم ہے تو پھر اِس کی سزا بھی تو ہونی چاہیئے۔ پس قرآن اِسی سزا کا انتظام کرتا ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ١۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ١ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو، اور اِن پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ حساب پر ایمان رکھتے ہو، اور اُن کو سزا دیتے وقت اہلِ ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔(سورہ النور۔ آیت 2)

یعنی زناکار مرد اور عورت میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارے جائیں اور یہ کام باقاعدہ سرِعام کیا جائے تاکہ اِس جرم کی شدّت کو ہر مسلمان مرد اور عورت اچھی طرح جان لے۔

اِس سزا میں سو کوڑے مارنے (Flogging) کی سزا ایک مستقل حد ہے یعنی جرم کی نوعیت اور زناکاروں کے حالات کو جانچنے کے بعد اِس میں کمی تو کی جاسکتی ہے لیکن سو سے زائد کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ قرآن کی سزا بنیادی طور ایک سنگین تنبیہ ہے اِس اَمر کی کہ زنا کوئی معمولی اخلاقی جرم نہیں ہے کہ اِس میں کوئی رعایت روا رکھی جائے بلکہ سماجی برائیوں میں سے یہ سب سے بدترین برائی ہے۔اِس جرم کی سنگینی پر ہم تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔

قرآن کی درج بالا آیت کے مطابق یہ سزا ہر زناکار چاہے وہ نوجوان ہو یا بوڑھا، کنوارا ہو یا شادی شدہ سبھی کیلئے نافذ العمل رہے گی اور قرآن اِس میں کوئی تخصیص نہیں کرتا البتہ جرم کی نوعیت کو دیکھنے کے بعد قاضی سزا میں

تخفیف کر سکتا ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ زنا اپنی آخری صورت میں ظاہر ہو بلکہ بعض اوقات غیر شادی شدہ مرد اور عورت کا قابلِ اعتراض حالت میں ظاہر ہو جانا بھی قابلِ سزا جرم بن سکتا ہے اور اِس کیلئے باقاعدہ تعزیری سزا(Discretionary Punishment)وضع کی جاسکتی ہے۔ مثلاً غیر شادی شدہ مرد اور عورت کا کسی خاص قابلِ اعتراض حالت میں ہونا ظاہر ہو جائے اور اِس پر چارہ گواہ بھی عدالت میں پیش ہو جائیں تو قاضی اُنہیں پانچ، دس یا بیس کوڑے مارنے کا حکم دے سکتا ہے۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ زنا کی سزا کو ثابت کیسے کیا جائے گا؟۔

زنا کے ثبوت کی ایک عام صورت تو یہ ہے کہ ایک زانی یا زانیہ خود اعتراف کرلے کہ مجھ سے یہ جرم ہوا ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے جبکہ دوسری صورت تحدیدی سزا(Authoritative Punishment)ہے جس میں چار ایسے گواہ کا ہونا بنیادی شرط ہے جو زنا کے عمل کو ہوتا ہوا دیکھ لیں۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَۙ۔

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں تو اُن کو اَسّی کوڑے مارو اور اُن کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ

فاسق ہیں۔ (سورہ النور۔ آیت 4) یعنی کسی مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگانے کی صورت میں یہ بنیادی شرط ہے کہ تہمت لگانے والا اپنے ساتھ تین گواہ مزید ایسے لائے کہ اِن چاروں نے مل کر یہ عمل ہوتے خود دیکھا ہو ورنہ جرم ثابت نہ ہونے پر تہمت لگانے والے کو اَسّی کوڑوں کی سزا دو تاکہ پھر کوئی پاک دامن مرد یا عورت پر ایسی گھٹیا تہمت لگانے سے پہلے ہزار بار سوچے۔ چار گواہوں کی شرط دراصل زنا کی شدت اور جرم کی نوعیت کو ظاہر کرنے کیلئے طے کی گئی ہے تاکہ ہر شخص اچھے سے جان لے کہ زنا کوئی معمولی اخلاقی برائی نہیں ہے بلکہ کسی مرد یا عورت کے کردار کو مستقل طور پر داغدار کرنے کا نام ہے۔

فقہِ اسلامی میں زنا کے ثبوت کیلئے ابتداء ہی سے چار گواہوں کی شرط پر بحث ہوتی رہی ہے اور سیکولر طبقہ عموماً اِس شرط کا مذاق اُڑاتا رہا ہے کہ دیکھیں اسلام زنا کیلئے جس طرح کی شرط عائد کرتا ہے وہ تو سرے سے ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی دو پاگل ہی اِس عمل کو ایسی حالت میں انجام دیں گے کہ چار لوگ اُنہیں دیکھ رہے ہوں۔ لیکن یہ لوگ اِس انتہائی اہم مسئلہ کو بھول جاتے ہیں کہ معاشرے میں کسی شریف النفس مرد یا عورت کی عزت اُچھالنا کوئی عام جرم نہیں ہے۔ اسلام میں انسان ایک آزاد حادثاتی وجود نہیں بلکہ

ایک جوابدہ اور ذمہ دار اخلاقی وجود ہے اور اِس کی ظاہری صورت اعلیٰ کردار پر مبنی ہے۔ پس اگر معاشرے میں کسی مرد یا عورت کے کردار کو ہی داغدار کر دیا جائے تو یہ اُس مرد یا عورت کی اخلاقی موت ہے۔ اِس لئے جہاں جرم کی نوعیت ایک انسان کے کردار کو پامال کر رہی ہو وہاں جرم کے ثبوت کیلئے شرائط کا سنگین ہونا تو عین منطقی اور زبردست اخلاقی ہے۔ اِس میں مضحکہ خیز کیا ہے؟۔ پس اگر زنا کے جرم کے ثبوت کیلئے شرائط آسان رکھ دی جاتیں تو کوئی بھی اُٹھ کر ذاتی عناد کی بنیاد پر بڑے آرام سے کسی شریف النفس مرد یا عورت کے کردار کو داغدار کر دیتا اور وہ شریف النفس مرد یا عورت بیچارے معاشرے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔

پس ضروری تھا کہ ایسے سنگین الزام کے ثبوت کیلئے ایسی کڑی شرط رکھ دی جائے کہ الزام لگانے والے کو کسی مرد یا عورت پر ایسا گھٹیا الزام لگاتے وقت ایک ہزار بار سوچنا پڑے کہ اگر مَیں عدالت میں الزام ثابت نہ کر پایا تو اُلٹا مجھے سزا مل سکتی ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین کو اب زنا کی شرعی سزا کی پوری حکمت (Logic) سمجھ آگئی ہو گی۔

☆☆☆☆☆

ہم جنس پرستی و جنسی بحران کا مسئلہ

ہم جنس پرستی جسے انگریزی میں Homosexuality کہا جاتا ہے دراصل ایک مرد کا مرد کی طرف اور ایک عورت کا دوسری عورت کی طرف جنسی میلان یعنی Sexual Orientation کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ مستقل طور پر جنسی تعلق قائم کرلے تو اُسے انگریزی میں Gay اور اگر یہی تعلق ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ قائم کرلے تو اُسے Lesbian کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اِس طرح کے معاملات کو انگریزی مخفف LGBTQ+ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ہم جنس پرستی طبی اور نفسیاتی لحاظ سے ایک فطری میلان ہے اور اِس میں کوئی طبی قباحت نہیں ہے۔ یہ بات اُصولاً بالکل درست ہے۔ آج اگر میڈیکل سائنس یہ اطلاع نہ بھی دیتی کہ ہم جنس پرستی ایک خالص فطری میلان ہے تو بھی ہم اِس میلان کی حقیقت چودہ سو سالوں سے جانتے ہیں کہ یہ ایک فطری روّیہ ہے لیکن اِسے پریکٹس کرنا منع ہے۔ قرآن کی اطلاع ملاحظہ فرمائیں۔

وَنَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا- فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰىهَا- قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكّٰىهَا- وَقَدْ خَابَ مَن دَسّٰىهَا-

قسم ہے نفسِ انسانی کی اور پھر اُس کے توازن کی، پس ہم نے نفسِ انسانی کو الہام کر دی اُس کی بُرائی اور نیکی۔ پس وہ کامیاب ہو گیا جس نے اِسے برائی سے بچا لیا۔ اور پھر ہلاک ہو گیا وہ جس نے اِسے برائی سے آلودہ کر لیا۔ (سورہ الشمس۔ آیات 7 تا 10)

یعنی خدا تعالیٰ نے جب انسانی نفس کو پیدا کیا تو اِسی نفس میں خیر و شر دونوں کی صلاحیت بھی رکھ دی اور دونوں کی طرف ایک فطری میلان بھی رکھ دیا چنانچہ ہر انسانی برائی دراصل انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آخر خدا نے یہ دونوں صلاحیتیں کیوں رکھ دی ہیں؟، تو اِس کا سادہ جواب یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ انسان اپنی قابلیت و لیاقت کی بنیاد پر اپنا حال اور مستقبل طے کر لے کہ اُسے نیکی اختیار کر کے خدا کے ہاں اَجر پانا ہے یا برائی اختیار کر کے اپنا اور دوسروں کا بیڑا غرق کر کے تباہ ہونا ہے۔ فلہٰذا صرف ہم جنس پرستی ہی فطری نہیں بلکہ جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، غصہ کرنا، گالی دینا اور حسد کرنا بھی عام فطری مظاہر ہیں جن کا مشاہدہ ہم روزمرہ زندگی میں ہر روز کرتے ہیں۔ لیکن اِن میں کونسی برائی ایسی ہے جسے ہم قبول کر کے اختیار کرتے ہیں؟، کوئی ایک بھی نہیں۔ یہاں پر ایک سوال سیکولر ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے کہ دھوکہ دینے سے تو چونکہ کسی دوسرے انسان کا

نقصان ہوتا ہے اِس لئے اِس کی اجازت نہیں دی جا سکتی جبکہ ہم جنس پرستی کے معاملے میں تو ایک ہی جنس کے دو لوگ اپنی مرضی سے ساتھ رہتے ہیں تو اِس میں کسی تیسرے کا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا، پھر اِس پر کوئی پابندی کیوں عائد کی جائے ؟۔ سوال کا سادہ جواب یہ ہے کہ نقصان صرف وہ نہیں ہوتا جو کسی دوسرے کا ہوتا ہے بلکہ اپنا نقصان بھی بدرجہِ اولیٰ نقصان ہی ہوتا ہے۔ اِس ضمن میں اب باقاعدہ تفصیلی بحث ملاحظہ فرمائیں۔

عورت کا عورت کے ساتھ جنسی تعلق

Lesbian Relationship

ہم اِس اہم نکتہ پر بحث کر چکے کہ ہم جنس پرستی ایک فطری میلان کیوں ہے۔ یہاں پر اب ہم یہ دیکھیں گے کہ ایک عورت کا عورت کے ساتھ مستقل جنسی تعلق میں رہنے سے یہ فطری میلان کیسے فی نفسہٖ عورت ذات کیلئے نقصان کا سبب بن جاتا ہے۔

اگر کوئی ایک عورت اپنے اِس خاص جنسی میلان کے سبب یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ اب باقاعدہ طور پر کسی دوسری عورت جو اِس طرح کا میلان رکھتی ہے کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کرتی ہے تو یہ بات درست ہے کہ اِس سے کسی انسان

یا معاشرہ کو تو براہِ راست نقصان نہیں ہو گا لیکن عورت ذات کو خود کیا نقصان اُٹھانا پڑے گا وہ سمجھ لیں۔

پس ایک عورت جب اپنی ہی جنس کی کسی دوسری عورت کے ساتھ مستقل ساتھ رہنے کا فیصلہ کرتی ہے تو یہ فیصلہ سب سے پہلے ایک عورت سے اُس کی ممتا یعنی Maternity چھین لیتا ہے۔ پس ایک عورت اب کبھی بھی ماں بننے کا سکھ حاصل نہیں کر سکتی اور یہ ایک عورت کی جذباتی موت کے برابر ہے۔ عورت کچھ بھی برداشت کر سکتی ہے لیکن اپنی جذباتی موت کا صدمہ برداشت کرنا اُس کیلئے آسان نہیں ہوتا۔

دوسری مصیبت یہ کہ اب ایک عورت کبھی بھی ایک مرد کی جسمانی و جذباتی توجہ اور سکون کو نہیں پا سکتی اور تیسری سب سے بڑی مصیبت یہ کہ اب ایک عورت کبھی بھی خاندان کا ادارہ قائم نہیں کر سکتی کیونکہ جب وہ ماں ہی نہیں بن سکتی تو وہ باَمرِ مجبوری کسی دوسرے جوڑے کا بچہ گود لے گی تو ایسی صورت میں وہ بچہ بھی نفسیاتی و جذباتی طور پر ایسی محروم پرورش پائے گا کہ جس کے پاس دو جعلی مائیں تو ہوں گی مگر ایک اصلی ماں اور باپ نہیں ہوں گے، چنانچہ ایسے میں بچے کی شناخت کا بحران بچے کی اپنی ذات کو شدید نقصان سے دوچار کر دے گا۔ یہاں پر اب معاملہ ایک عورت کی اپنی ذات

سے آگے بڑھ کر کسی دوسرے انسان کی ذات تک پہنچ گیا اور یہ وہی چھڑی ہے جو معروف فلسفی John Stuart Mill کے فلسفے کے مطابق گھومتی ہوئی کسی دوسرے کی ناک تک پہنچ گئی۔یعنی ایک عورت اپنی ممتا کے جذبے کو نہیں دبا سکتی اور اُسے بہر صورت بچہ چاہئے ہوگا تاکہ اپنی جذباتی ضرورت پوری کر سکے تو ایسے میں نقصان بچے کا ہو کر ہی رہے گا چاہے یہ دو جعلی مائیں بچے کی جس قدر بھی اعلیٰ پرورش کیوں نہ کر لیں۔

مرد کا مرد کے ساتھ جنسی تعلق

Gay Relationship

ایک مرد جب اپنی مرضی سے فیصلہ کرتا ہے اُسے اب اپنے ہی جیسے کسی مرد کے ساتھ مستقل طور پر رہنا ہے تو بالکل وہی مسائل جو ایک اکیلی عورت ذات کو درپیش رہے ہیں، اب یہاں ایک مرد کو بھی درپیش ہوں گے۔سب سے پہلی مصیبت یہ کہ اب ایک مرد کبھی بھی باپ نہیں بن سکتا کیونکہ وہ ایک مرد کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے تو باپ بننے کیلئے ایک عدد عورت چاہئے ہوتی چنانچہ مرد کے اندر یہ جائز فطری میلان کبھی پورا نہیں ہو پائے گا۔دوسری مصیبت یہ ہے کہ اب ایک مرد کبھی بھی ایک عورت کا جسمانی و جذباتی سکھ نہیں حاصل کر پائے گا کیونکہ وہ اب ایک مرد کے

ساتھ رہ رہا ہے۔ تیسری مصیبت یہ ہے کہ ایسا مرد کبھی بھی خاندان کا ادارہ قائم نہیں کرپائے گا۔ بالفرض ایسا مرد اگر کسی جوڑے کا بچہ گود بھی لے لیتا ہے تو وہ دو جعلی باپوں کے درمیان ایک اصلی باپ اور ماں سے محروم پرورش پائے گا اور اب یہ وہ نقصان ہے جو ایک تیسری ذات کو ناحق اُٹھانا پڑے گا۔

یہاں ایک مثال پر غور کریں کہ اگر کسی کو معاشرہ میں دس عورتیں اور دس مرد موجود ہوں اور یہ تمام بیس لوگ ہم جنس پرست ہوں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نسلِ انسانی کی بقاء کیسے ممکن ہو پائے گی؟۔ چلیں ہم یہاں پر اِس اعتراض کو بھی دیکھ لیتے ہیں کہ کسی بھی معاشرے میں سبھی مرد یا عورتیں تو ہم جنس پرست نہیں ہوتیں تو جتنے ہیں اُتنوں کو یہ آزادی دیدی جائے کہ وہ ایک ساتھ رہ لیں، باقی نہ رہیں۔ یہ مناسب رائے ہے لیکن یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر انسان کے اندر ہم جنس پرستی کا فطری میلان کسی نہ کسی سطح پر موجود ہوتا ہے تو اگر دوسرے لوگوں کی آزادی دیکھ کر آہستہ آہستہ معاشرے کے تمام لوگ اِسی روش کو اختیار کرلیں تو بتایئے ایسی صورت میں نسلِ انسانی کی بقاء کا کیا انتظام کیا جائے گا؟۔

دیکھیں بات یہ ہے کہ یوں تو جھوٹ بولنا بھی بہت مقامات پر فردِ واحد کیلئے بہت فائدے کا سبب بن جاتا ہے لیکن وہی فردِ واحد اپنے فائدے کو ترک

کر کے جھوٹ نہیں بولتا۔ بالکل اِسی طرح مارکیٹ میں بیٹھ کر ہم دیکھتے ہیں کہ دھوکہ دہی میں صریح فائدہ نظر آرہاہے لیکن پھر بھی دھوکہ دہی کو جان بُوجھ کر ترک کرکے اپنا نقصان کرلیتے ہیں۔ اب سوال تو یہ بھی پھر بنتا ہے کہ اگر دھوکہ دینے سے کسی فردِ واحد کو صریح فائدہ پہنچ رہاہے تو اگر کسی دوسرے انسان کو نقصان بھی پہنچ رہاہے تو اِس سے فردِ واحد کو تو کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیئے ؟۔ پس بھاڑ میں جائے معاشرہ اور خاندان۔ لیکن اگر آپ اِس معاملے میں دھوکہ دہی پر پابندی لگاکر اِسے انسانی آزادی کا غلط استعمال کہتے ہیں تو پھر ہم جنس پرستی کو انسانی اختیار کے غلط استعمال کی لسٹ سے کیوں باہر نکال لیتے ہیں ؟۔

ایک مرد یا عورت کا مرد اور عورت کے ساتھ آزاد جنسی تعلق

Bisexuality

ایک مرد یا عورت کا ایسا آزاد جنسی تعلق کہ جب چاہے مرد کے ساتھ تعلق بنالے اور جب چاہے کسی عورت کے ساتھ تو ایسے تعلق کو انگریزی میں Bisexuality کہا جاتا ہے۔ کیا یہ فطری میلان ہے ؟۔ بالکل فطری میلان ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک مرد کبھی تو عورت کے ساتھ اور کبھی ایک مرد کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں آزاد ہو جائے تو وہ آخر

کبھی تو گھر بسائے گا یا ایسے ہی مر جائے گا؟۔ بالفرض اگر ایسا مرد یا عورت خاندان قائم کرنے کا فیصلہ نہیں بھی کرتے تو اِس طرح کے آزاد جنسی تعلق کی اجازت کے بعد نسلِ انسانی کی بقاء کی بنے گا؟۔ علاوہ ازیں اگر ایک مرد کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے بعد بھی کسی دوسرے مرد کے ساتھ تعلق قائم کرتا ہے یا یہی کام ایک عورت کرتی ہے تو یہ پھر باقاعدہ ایک اخلاقی و قانونی جرم بن جائے گا کیونکہ بیوفائی یعنی Infidelity اپنی اصل میں ایک مستقل اخلاقی جرم ہے۔

اصل نکتہ سمجھنے کا یہ ہے کہ خدا جو انسان کا خالقِ حقیقی ہے وہ نہیں چاہتا کہ انسان اپنی ہی جنس یعنی کسی دوسرے انسان کیلئے ایسے مسائل پیدا کر دے جس کا وہ کسی طور روادار نہ ہو۔ مثلاً ایک مرد اگر کسی عورت سے شادی کے بعد بھی اگر کسی دوسرے مرد سے جنسی تعلق قائم کرتا ہے تو اِس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ مرد ایک وقت میں ایک ہی پارٹنر سے وفاداری نبھا پائے گا چنانچہ اگر وہ مرد کے ساتھ رہتا ہے تو اُسے اپنی بیوی سے بیوفائی اختیار کرنا پڑے گی اور اگر وہ اپنی بیوی سے وفاداری نبھاتا ہے تو اُسے اپنے پسندیدہ مرد سے دور رہنا ہو گا۔ اِس کے علاوہ مرد یا عورت کی اِس کی طرح تباہ کن کشاکش کی سزا اُس کی اولاد بھگتے گی کیونکہ ایسا آزاد جنسی تعلقات قائم کرنے

والا مرد یا عورت جذباتی و جنسی طور پر ایسا بٹا ہوا ہو گا کہ وہ کبھی بھی اپنی اولاد پر مناسب توجہ نہیں دے پائے گا اور نہ ہی وہ مرد اپنی عورت کے ساتھ اور ایک عورت اپنے مرد کے ساتھ ایک صحت مند جذباتی و جنسی تعلق قائم کر پائیں گے۔ فلہٰذا ہم جنس پرستی کی طرح اِس طرح کے آزاد جنسی تعلق کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

جنس تبدیل کرنے کا عمل

Gender Transition

اپنی قدرتی جنس پر مطمئن نہ ہو کر طبی عمل یعنی Medical Process کے ذریعے اپنی جنس تبدیل کرنے والے مرد یا عورت کو انگریزی میں Transgender کہا جاتا ہے۔ سیکولرازم میں یہ انسانی آزادی کے زمرے میں آتا ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی قدرتی جنس سے مطمئن نہ ہو تو خود کو مصنوعی طور عورت بنا سکتا ہے یا پھر کوئی عورت مصنوعی مخصوص مردانہ اعضاء ٹرانسپلانٹ کروا کر مرد بن سکتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ تو ایک خالصتاً انفرادی معاملہ ہے اور اِس میں براہِ راست کسی دوسرے انسان یا معاشرے کو نقصان نہیں پہنچ رہا تو پھر اِس پر پابندی کیوں عائد کی جائے؟۔

سوال تو یہ بھی ہے کہ انسان کسی خاص والدین کے ہاں پیدا ہوتا ہے اور اگر وہ والدین انسان کو پسند نہ ہوں یا اُن کی پرورش پر مطمئن نہ ہو تو اپنے ماں باپ بدل لے؟، چونکہ ایسا ہو نہیں سکتا اِس لئے انسان ایسا نہیں کرتا لیکن جنس تو تبدیل کی جاسکتی ہے۔ سوال ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا کا ہے ہی نہیں، سوال تو آزادی کا ہے۔ یعنی سوال تو یہ بھی ہے کہ اگر کوئی انسان اپنے انسان ہونے پر مطمئن نہ ہو تو کیا وہ طبی عمل کے ذریعے گدھا بیل یا گھوڑا بھی بن سکتا ہے یا نہیں؟۔ یقیناً نہیں، لیکن آزادی تو ہے نا؟۔

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ انسان اپنی انفرادی زندگی میں پوری طرح آزاد ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ ایک لمحے کیلئے چلیں مان لیتے ہیں لیکن سب سے بنیادی سوال یہ ہے کہ اگر کوئی انسان سرے سے اپنی پیدائش پر ہی مطمئن نہ ہو تو کیا وہ ریورس ہو سکتا ہے یا نہیں؟، یقیناً نہیں۔ ریورس کا مطلب ہے مستقل نہ ہونے کی آزادی، نہ کہ خودکشی۔ پس ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو کیا کسی بھی طبی عمل سے ایک مرد باقاعدہ قدرتی طور پر ایک عورت جیسا بن سکتا ہے؟، یقیناً نہیں، کیونکہ مرد اپنے مردانہ اعضاء کی جراحی کروا کر اُنہیں کٹوا تو سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ عورت جیسا مخصوص نظام کیسے پیدا کرے گا؟۔ مثلاً بچہ دانی (Uterus) اور بیضہ دانی

(Ovary) کیسے پیدا کروائے گا؟۔ماہواری کا عمل یعنی Menstruation کیسے جاری کروائے گا؟۔ چنانچہ اگر یہ سب نہیں ہو سکتا تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ ظاہری جسمانی وضع یعنی Gender-affirming surgery کروا کر ایک مصنوعی عورت یا مرد بن جائے گا اور پھر سب سے اہم سوال یہ ہے کہ وہ اپنی شناخت کو اِس طرح سے مسخ یعنی Distort کرنے کے بعد ایک مرد کے ساتھ زندگی گزارے گا یا کسی عورت کے ساتھ؟، کیونکہ انسان نما جاندار کیلئے لائف پارٹنر کے بغیر عموماً زندگی گزارنا ممکن نہیں ہوتا۔

اپنی اصل قدرتی شناخت کو اِس طرح بے دردی سے مسخ کرنے کے بعد نہ تو خود انسان باقی رہ سکتا ہے اور نہ ہی انسان کو مستقل تحفظ دینے والا ادارہ یعنی خاندان۔ جعلی طور پر مرد سے عورت بننے والا مرد اور عورت سے جعلی طور پر مرد بننے والی عورت پوری زندگی اِس سماجی عذاب سے دوچار رہیں گے کہ وہ عورت ہے یا مرد، مرد ہے یا عورت؟۔ پھر خاندان کا ادارہ اور نسلِ انسانی کی بقاء تو رہی ایک طرف۔

قدرتی جنسی بحران

Natural Gender Crisis

کوئی انسان ایسی جنسی شناخت یعنی Gender Identity لیکر پیدا ہو کہ اُس کی جسمانی ساخت میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء اور اثرات پائے جاتے ہوں تو اُردو میں ایسے انسان کو مُخنّث اور انگریزی میں عموماً Intersex یا بعض اوقات Queer بھی کہہ دیتے ہیں۔

یہ ایک خالص قدرتی عمل ہے اور اِس میں کسی انسان کا کوئی انفرادی عمل دخل نہیں ہے۔یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک خدائی معاملہ ہے کہ وہ بعض لوگوں کو ایسی جسمانی ساخت دیدے کہ وہ نہ تو مَردوں میں شمار ہوتے ہوں اور نہ ہی عورتوں میں۔ اصل میں یہی وہ انسانی مجبوریاں ہیں جس کے باعث انسان غور کرتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے اور کون کر رہا ہے؟۔ اسلامی نظم میں انسان خدا قادر مطلق کی ایک ایسی تخلیق ہے جسے ارادہ و شعور دے کر اِس لئے پیدا کیا گیا تا کہ وہ اپنے اختیار اور عمل کے ذریعے اپنے لئے ابدی خیر یا ابدی ہلاکت چُن لے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان پیدا ہوتے ہی کچھ ایسے ناقابلِ تردید مسائل کا شکار ہو جاتا ہے کہ پھر پوری زندگی اُنہی مسائل کے ساتھ انسان کو زندہ رہنا پڑتا ہے۔اِسی میں سے ایک مسئلہ جنسی بحران کا بھی

ہے کہ ایک انسان اِس دنیا میں قدرتی طور پر ایسی جسمانی ساخت لیکر آتا ہے کہ نہ تو اُسے مرد کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی عورت۔ لیکن ایسا انسان جنسی و جذباتی طور پر عموماً مردانگی یا نسوانیت میں سے کسی ایک طرف فطری میلان ضرور رکھتا ہے تو ایسے انسان کو یہ حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ اگر چاہے تو عملِ جراحی کے ذریعے سے ایک مرد یا عورت کی حیثیت سے معاشرے میں اپنی حیثیت ثابت کروالے۔ چنانچہ کسی مخنث کا اپنی جنس تبدیل کر کے ایک مرد یا عورت کی حیثیت سے معاشرے میں رہنے پر نہ تو کوئی شرعی پابندی عائد کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی قانونی پابندی ہونی چاہیئے کیونکہ یہ ایک اضطراری عمل ہے اور اِس میں کسی بھی قسم انسان کے اپنے ارادہ و اختیار کا عمل دخل نہیں۔ چنانچہ جب کسی عمل میں انسان کا اپنا ارادہ و اختیار ممکن نہ رہے تو وہ انسان جوابدہی سے بھی بَری ہو جاتا ہے۔

پس یہ وہ واحد صورت ہے کہ جس میں ایک مخنث اپنی جنسی شناخت کیلئے نہ صرف طبی خدمات یعنی Medical Services حاصل کر سکتا ہے بلکہ کسی بھی معاشرے میں اپنی مطلوبہ جنسی شناخت بھی قائم رکھ سکتا ہے۔ دینِ اسلام کا خالق نہ صرف قادر مطلق ہے بلکہ عادل مطلق اور رحمان ورحیم بھی ہے چنانچہ اضطراری معاملات میں وہ انسان پر بھی کوئی جبر روا نہیں رکھتا۔

پس ہر طرح کی ایسی اضطراری صورت میں انسان جوابدہ نہیں ٹھہرتا جس میں انسان کے اپنے عمل دخل کا امکان تحلیل ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی مرد یا عورت کسی صنفِ مخالف یعنی Opposite Gender کے قریب جانے سے نفسیاتی طور پر ہچکچاہٹ یعنی Hesitation محسوس کرتا ہے تو ایسے حرماں جنس (Asexual) مرد یا عورت کو نفسیاتی علاج (Psychological Therapy) کے ذریعے نارمل کیا جاسکتا ہے۔

اسلام اپنی اصل میں خدا کی اطاعت ٹھیک اِسی صورت میں ہے کہ یہ انسان کی اپنی ذات، دوسرے انسان اور پورے معاشرے کی حقیقی کامیابی پر مبنی ہے۔ دین کہتے ہی ایسے طرزِ عمل کو ہیں کہ جس میں پوری انسانیت کی فلاح مضمر ہو ورنہ انسان کو ناحق اذیت میں مبتلا کرنا یک عادل مطلق خدا کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

سید المجاذیب خواجہ نعمان نیئرؔ کلاچوی صوبہ خیبر پختونخواہ کی ایک دور اُفتادہ تحصیل کلاچی کے باسی ہیں۔ آپ ایک جامع العلوم شخصیت ہیں۔ آپ بیک وقت مذاہبِ عالم، علم الکلام و فلسفہ، شعر و اَدب، صحافت و بلاغت، معاشرت و سیاست، نفسیات و روحانیات اور رقص و موسیقی پر گہری گرفت رکھتے ہیں۔ آپ ایک طویل عرصے سے مسلسل گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں اور دریں اثناء علمی و تحقیقی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ ماڈرن فلاسفی اور علمِ نفسیات پر آپ کا علمی کام اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ چھ کتابوں "عشق کی سائنس"، "تصوف کی ڈکشنری"، "صراطِ دانش"، "سوزِ نہاں"، "قبیلہ نور احمد خیل" اور " Trek to Intellect " کے مصنف ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر کئی مقالات و علمی شذرات کے بھی مؤلف و مصنف ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ بھی آپ ہی کی علمی و تحقیقی جہد کا ماحصل ہے۔